IJAER/ November-December 2025/Volume-14/Issue-6 ISSN: 2278-9677
International Journal of Arts & Education Research
(Peer-Reviewed, Open Access, Fully Refereed International Journal) Impact Factor:7.06

# اوصافِ ذ میمہ سے اوصافِ حمیدہ تک ........ ایک تجزیہ

ڈاکٹر محمد ساجر

**تعارف:** فقہاء اور محققین نے انسان کی شخصیت کےدو بنیادی پہلو بیان کیے ہیں ایک ظاہر اوردوسرا باطن۔ ظاہری اعمال کا تعلق جسم سے ہے جبکہ باطنی پہلو کا تعلق دل، نیت اور نفس سے ہے۔ اوصاف ذمیمہ یعنی بُرے اخلاق کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو بذات خود عیب ہے مثلاً بغض و حسد ، چغلی و غیبت ، خیانت، نفاق ، کذب و ستم وغیرہ دوسری قسم غصہ کی کثرت و شدت اور تیسری قسم اخلاقی کوتاہیوں کی ہے ۔ اگر انسان کا ظاہر اچھا ہو لیکن باطن ان اوصاف ذمیمہ سے آلودہ ہو تو اس کی اخلاقی اصلاح نامکمل رہتی ہے۔

اسلام انسان کی ظاہری اور باطنی دونوں اصلاح کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں تزکیۂ نفس کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ تزکیۂ نفس کا ایک اہم مرحلہ **تخلیہ** ہے، یعنی نفس کو ان تمام برے اوصاف سے پاک کرنا جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت، روحانی ترقی اور اخلاقی بلندی سے دور کرتے ہیں۔

**تخلیۂ نفس** ایک عربی اصطلاح ہے جو تصوف اور اسلامی اخلاقیات میں بہت اہم مقام رکھتی ہے۔اس کے لفظی معنی ہیں **خالی کرنا، صاف کرنا، الگ کرنا یا کسی چیز سے خلا پیدا کرنا۔** اور **نفس** سے مراد انسان کی **باطنی ذات، خواہشات اور نفسانی میلانات** ہیں ۔
لفظ **تخلیہ** عربی مادہ **خَلَا** سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں **نفس کو بری صفات اور ناپسندیدہ خواہشات سے خالی کرنا۔**

**اصطلاحی طور پر** تصوف اور علمِ اخلاق میں **تخلیۂ نفس** سے مراد انسان کا اپنے باطن کو **اوصافِ ذمیمہ، گناہوں، بری عادات اور نفسانی خواہشات** سے پاک کرنا ہے، مثلاً **تکبر، حسد، بغض، کینہ، حرص، لالچ، غیبت، خودپسندی اور حبِ دنیا** سے نجات حاصل کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے

**«الحَسُودُ مُعْتَرِضٌ عَلَى اللهِ بِإِنْعَامِهِ عَلَى مَنْ سِوَاهُ»** ١ ـ

**"حسد کرنے والا شخص گویا اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر اعتراض کرتا ہے جو اللہ نے دوسروں کو عطا کیا ہے۔"**

اس قول میں حسد کی قباحت کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ حسود شخص جب کسی دوسرے انسان کو اللہ کی طرف سے کوئی نعمت، کامیابی، علم، عزت یا خوش حالی ملتے دیکھ کر دل میں یہ خواہش کرے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے، تو وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی تقسیمِ نعمت سے ناخوشی کا اظہار کرتا ہے۔

**تکبر: تمام اوصف ذمیمہ کی طرح** احادیث میں تکبرکو سختی سے منع کیا گیا ہے اور اسے انسان کی روحانی اصلاح کی راہ میں بڑی رکاوٹ قرار دیا گیا ہے۔

**رسول اللہ ﷺ نے فرمایا** :

**«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ»** ٢ ـ

**جس شخص کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔** صحابہؓ نے پوچھا کہ :یعنی انسان اچھے کپڑے اور اچھے جوتے پسند کرتا ہے، تو آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ **اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے؛ تکبر حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔**

اس کے ساتھ **تکبر سب سے بڑی** باطنی بیماری تکبر کا مطلب اپنے آپ کو دوسروں

سے برتر سمجھنا اور دوسروں کو حقیر جاننا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے تکبر سے سختی سے منع فرمایا اور لوگوں کے ساتھ عاجزی اختیار کرنے کی تعلیم دی۔

حقیقی علم انسان میں عاجزی پیدا کرتا ہے، جبکہ ناقص علم بعض اوقات غرور پیدا کر دیتا ہے۔

تخلیۂ نفس دراصل **تزکیۂ نفس کا پہلا مرحلہ** سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد انسان اپنے باطن کو **اوصافِ حمیدہ** مثلاً اخلاص، صبر، شکر، تواضع، محبت، تقویٰ اور حسنِ اخلاق سے آراستہ کرتا ہے۔

امام غزالی، مولانا روم، شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ نظام الدین اولیاء، سلطان باہو اور دیگر صوفیاء نے تزکیۂ نفس اور اخلاقی اصلاح کو اپنی تعلیمات کا اہم موضوع بنایاہے ۔ تخلیۂ نفس کے مفہوم، اس کی ضرورت، اوصافِ ذمیمہ کی اقسام، ان کے اسباب اور علاج، قرآن و حدیث کی تعلیمات اور صوفیانہ افکار کی رو سے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔

قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے۔

**قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ٣ـ**

(ترجمہ: ’’یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے نفس کو پاک کیا، اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے آلودہ کر دیا۔

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ انسانی کامیابی صرف مادی ترقی کا نام نہیں بلکہ نفس کی پاکیزگی بھی کامیابی کا بنیادی معیار ہے۔

اسلامی اور صوفیانہ اصطلاح میں **نفس** سے مراد انسان کے اندر موجود وہ باطنی قوت ہے جو خواہشات، جذبات اور مختلف میلانات کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ قرآنِ مجید اور صوفیانہ لٹریچر میں نفس کی مختلف حالتوں کا ذکر ملتا ہے۔ عام طور پر **نفس کی تین بنیادی اقسام** بیان کی جاتی ہیں

**۱۔ نفسِ امّارہ**

**نفسِ امّارہ** وہ نفس ہے جو انسان کو برائی، گناہ اور خواہشاتِ نفسانی کی طرف مائل کرتا ہے۔

**إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۴ـ**
بے شک نفس برائی کا بہت حکم دینے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔

اس مرحلے میں انسان خواہشات کا غلام بن سکتا ہے اور اسے اپنے نفس کی اصلاح کے لیے **توبہ، مجاہدہ، ذکر، عبادت اور تقویٰ** اختیار کرنا چاہیے۔ انسان کے نفس کی دوسری قسم نفس لوامہ ہے

**۲۔ نفسِ لوّامہ:**

**نفسِ لوّامہ** وہ نفس ہے جو انسان کو غلط کام پر ملامت کرتا ہے اور نیکی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جب انسان سے گناہ یا کوئی غلطی ہو تو اس کے اندر پشیمانی پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے

**وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۵؎**
**نفسِ لوّامہ** عموماً ان لوگوں کا نفس ہوتا ہے جن کے دل میں **ایمان، تقویٰ اور احساسِ جواب دہی** موجود ہو۔ ایسے لوگ اگر کوئی گناہ یا غلطی کر بیٹھیں تو ان کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے، وہ اپنے عمل پر نادم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

یہ نفس **نیک اور اصلاح کی کوشش کرنے والے انسانوں** میں پایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شخص گناہ سے بالکل پاک ہے، بلکہ یہ ہے کہ **غلطی کے بعد اس کے اندر ندامت اور اپنے آپ کو درست کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔**

**۳۔ نفسِ مطمئنہ کن لوگوں کا نفس ہے**

**نفسِ مطمئنہ** نفس کی اعلیٰ اور پاکیزہ حالت ہے، جس میں انسان اللہ تعالیٰ کی یاد، اطاعت اور رضا سے قلبی سکون حاصل کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے

**يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ، ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۶؎**
اے اطمینان والے نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ ’’
(الفجر: 27-28)

**نفسِ مطمئنہ** اُن لوگوں کا نفس ہے جو اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کی یاد سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، اللہ کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں۔ نیکی اور اطاعت کو اختیار کرتے اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ مصیبت میں صبر اور نعمت میں شکر کرتے ہیں۔ نیکی اور اطاعت کو اختیار کرتے اور گناہوں سے بچتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے **رضی اور مرضی** یعنی خود بھی اللہ سے راضی اور اللہ بھی ان سے راضی ہوتے ہیں۔

**نفسِ مطمئنہ دراصل اُس مومن کا نفس ہے جو ایمان، ذکر، اطاعت، صبر اور اللہ کی رضا کے ذریعے قلبی** **سکون حاصل کر چکا ہو۔** ایسے بندے کو قیامت کے وقت خطاب ہوگا اے اطمینان پانے والے نفس! اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔

یہ **نفسِ امّارہ** اور **نفسِ لوّامہ** کے مقابلے میں نفس کی ایک بلند روحانی کیفیت سمجھی جاتی ہے۔

**صوفیانہ اصطلاح میں مزید اقسام:**

صوفیاء نے **تزکیۂ نفس اور سلوک** کے مراحل کو مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے نفس کی **سات حالتیں** بھی ذکر کی ہیں

**نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ، نفسِ ملہمہ ، نفسِ مطمئنہ ، نفسِ راضیہ، نفسِ مرضیہ اور نفسِ کاملہ**

**نفسِ راضیہ اور نفسِ مرضیہ** کا ذکر سورۃ الفجر کی اس آیت میں ملتا ہے

**﴿ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾**
ترجمہ: ”اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔“
**(الفجر: 28)**

**نفسِ راضیہ:**

**نفسِ راضیہ** وہ نفس ہے جو **اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے فیصلوں، تقدیر اور عطا پر راضی** ہو۔ ایسا انسان خوشی اور آزمائش دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرتا بلکہ اس کی حکمت پر اعتماد رکھتا ہے۔
مصیبت آنے پر صبر کرنا اور یہ یقین رکھنا کہ اللہ کا فیصلہ حکمت پر مبنی ہے۔

دنیا کی خواہشات کے بجائے اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں۔

**نفسِ مرضیہ :**

**مرضیۃ / مَرْضِيَّةٌ — گرامر کی رو سے وضاحت**

قرآنی آیت میں لفظ **مَرْضِيَّةً** آیا ہے:

**﴿ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾**
(الفجر: 28)

گرامر کی رو سے **مَرْضِيَّةً** کی تفصیل یہ ہے اصل لفظ رَضِيَ — يَرْضَىٰ ، راضی ہونا یا خوش ہونا ہے۔
**مَرْضِيّ۔** اسمِ مفعول، یعنی **جس سے راضی ہوا جائے اور مَرْضِيَّة** مؤنث واحد، **منصوب** حالت میں ہے، کیونکہ یہ **رَاضِيَةً** کے ساتھ **حال** کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ جس سے اللہ راضی ہو، اللہ کی پسندیدہ، اللہ کی منظورِ نظر

جس سے اللہ راضی ہو، اللہ کی پسندیدہ، اللہ کی منظورِ نظرلہٰذا **﴿رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾** کا نہایت خوبصورت مفہوم ہے

**"تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو اپنے رب سے راضی ہے اور تیرا رب تجھ سے راضی ہے۔"**

اسی مفہوم کی وجہ سے صوفیانہ اصطلاح میں **نفسِ راضیہ** کو اللہ سے راضی نفس اور **نفسِ مرضیہ** کو اللہ کا پسندیدہ اور اس کی رضا یافتہ نفس کہا جاتا ہے۔

**نفسِ کاملہ :**

**نفسِ کاملہ** سے مراد ایسا پاکیزہ اور تربیت یافتہ نفس ہے جو ایمان، تقویٰ، عبادت، اچھے اخلاق اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ذریعے روحانی کمال کی طرف پہنچ چکا ہو۔ اس میں خواہشاتِ نفسانی اور بری عادات پر قابو پایا جاتا ہے اور انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھل جاتی ہے۔ یہ اللہ کا وہ نیک بندہ ہے **جس کی زباس سیف اور نظر** کیمیا **بن جاتی ہے۔ اس کی زبان حق و صداقت کے اظہار میں تلوار کی مانند مؤثر ہوتی ہے، جبکہ اس کی نگاہِ کرم انسان کی زندگی میں روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی تاثیر رکھتی ہے۔ ایسے اللہ والے کی صحبت اور توجہ انسان کے دل کو گناہوں سے پاک کرنے، نیکی کی طرف راغب کرنے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔**

**ذکر و عبادت، صحبتِ صالحین، علم و مطالعہ اور خدمتِ خلق جیسے اعمال اس راستے میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔**

**امام غزالی اور تخلیۂ نفس:**

امام غزالی کی اخلاقی فکر میں نفس کی اصلاح کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی معروف کتاب **احیاء علوم الدین** میں دل کی بیماریوں، نفس کے عیوب اور اخلاقی اصلاح پر تفصیلی گفتگو ملتی ہے۔

غزالی کے نزدیک انسان کو اپنے باطن کا مسلسل جائزہ لینا چاہیے۔ تکبر، حسد، حبِ دنیا، ریا اور دیگر باطنی امراض کی تشخیص اور علاج روحانی تربیت کا لازمی حصہ ہے۔

ان کی اخلاقی فکر میں علم کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ اخلاص کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

**مولانا روم اور تزکیۂ نفس:**

مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی میں نفس کی اصلاح اور باطن کی پاکیزگی بار بار موضوع بنتی ہے۔

رومی کے نزدیک انسان کی اصل منزل ظاہری دنیا سے آگے باطن کی حقیقت کو پہچاننا ہے۔ نفس کی خواہشات انسان کو حقیقت سے دور کر سکتی ہیں، جبکہ عشق، معرفت، اخلاص اور روحانی تربیت اسے اعلیٰ مقام تک پہنچا سکتی ہے۔

رومی کی تعلیمات میں ''نفس'' اور ''دل'' کی کشمکش ایک اہم موضوع ہے۔

**سلطان باہو اور اصلاحِ نفس:**

سلطان باہو کی صوفیانہ شاعری میں ذکرِ الٰہی، عشقِ حقیقی، مرشد کی رہنمائی اور باطن کی پاکیزگی کو اہم مقام حاصل ہے۔

ان کے نزدیک روحانی راستے کا مقصد محض ظاہری معلومات حاصل کرنا نہیں بلکہ انسان کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنا ہے جس سے اس کے اخلاق اور اعمال بہتر ہوں

**عصرِ حاضر میں تخلیۂ نفس کی ضرورت:**

آج کا انسان سائنسی اور مادی ترقی کے باوجود مختلف اخلاقی مسائل کا شکار ہے۔ سوشل میڈیا، مقابلہ بازی، شہرت کی خواہش، مادیت، صارفیت اور مسلسل دوسروں سے اپنا موازنہ کرنے کا رجحان بعض افراد میں حسد، بے اطمینانی اور خود پسندی کو بڑھا سکتا ہے۔

ایسے ماحول میں تخلیۂ نفس کی تعلیم نہایت اہم ہے۔

انسان کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ حقیقی کامیابی صرف دولت، شہرت یا منصب حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ اچھا کردار، پاکیزہ نیت اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی بھی کامیابی کا حصہ ہے۔

**نوجوان نسل اور تزکیۂ نفس:**

نوجوان معاشرے کا اہم سرمایہ ہیں۔ ان کی اخلاقی تربیت میں درج ذیل امور اہم ہیں۔

سچائی، خود احتسابی، والدین کا احترام، اساتذہ کا احترام، وقت کی پابندی، علمی دیانت، دوسروں کی عزت، خدمتِ خلق، برداشت اور رواداری وغیرہ

نوجوانوں کو صرف یہ نہیں سکھانا چاہیے کہ ''کیا حاصل کرنا ہے'' بلکہ یہ بھی سکھانا چاہیے کہ ''کس طریقے سے حاصل کرنا ہے۔

**حوالہ جات:**


۱۔ علماء مفسرین اور حکماء کے اقوال کا خلاصہ ۲۔ صحیح مسلم ۳۔ سورۃ الشمس ۹،۱۰

۴ـ سورۃ یوسف ۵۳ ۵۔ سورۃ القیامہ ۲

۶۔ الفجرآیت ۲۷